ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

بانی
شیخ التفسیر
مولانا احمد علی لاہوری
قدس اللہ سرہ العزیز

ج 31
ش 16

شرطِ ایماں

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ

مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۳۰

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کی خواہشات میری لائی ہوئی تعلیمات کے تابع نہ ہو جائیں۔

شرطِ ایماں مصطفےٰؐ سے والہانہ پیار ہے
پیار لیکن پیروی ہے پیروی دشوار ہے

یکم [illegible] ۱۹[illegible]ء

دو روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

جلد ۳۱ ★ شمارہ ۱۶

بیاد

جانشین شیخ التفسیرؒ امام الہدیٰ حضرت

مولانا عبید اللہ انور قدس اللہ سرہٗ

رئیس الادارہ

حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ العالی

مجلس ادارت

عبدالرشید انصاری

ظہیر میر ایڈووکیٹ

انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : ۲/۰ روپے

چندہ سالانہ

سالانہ -/۸۰ روپے

ششماہی -/۴۵ روپے

۱۹ صفر ۱۴۰۶ھ

پاکستان کے کلیدی عہدے اور ـــــ قادیانی

نظریۂ پاکستان اور عقیدۂ قادیانیت دو متضاد چیزیں ہیں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ربوہ صدیق آباد میں مقررین نے مطالبہ کیا ہے کہ خارجہ اور دفاع کے محکموں سے قادیانیوں کو فوراً نکالا جائے ـــــ تحریکِ ختم نبوت کے رہنماؤں کا یہ مطالبہ ہر لحاظ سے جائز اور برموقعہ ہے۔ حکومت کو نہایت سنجیدگی سے یہ مطالبہ منظور کر لینا چاہیئے ـــــ دنیا میں یہودی نظریہ پر قائم ہونے والی مملکت اسرائیل ہے اور اس کے مقابلہ میں اسلامی نظریہ پر قائم ہونے والی مملکت ہمارا پیارا وطن پاکستان ہے۔ اسرائیل کا برسرِ اقتدار طبقہ، سیاستدان اور ملک کا ہر باشندہ اپنے وطن کے اساسی نظریے سے پوری طرح وفادار ہے جبکہ ہمارے ملک کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نظریۂ پاکستان سے وفاداری ہر دور میں عملاً مشکوک رہی ہے، بلکہ ظفر اللہ خان، اصغر خان، ایم۔ ایم۔ احمد، یحیٰی خان اور حنیف رامے جیسے آوارہ فکر اور بدعقیدہ لوگوں کی ایک کھیپ ہر دور میں پاکستان کی سیاست اور کرسئی اقتدار پر سانپ بن کر بیٹھی رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی جماعت کے سب سے بڑے مربّی و محسن غدارِ دین و وطن سر ظفر اللہ خان نے تو سات سالہ عہدِ وزارت خارجہ میں اپنے اس محکمے کو پوری طرح قادیانیوں سے بھر دیا تھا اور وزیر مملکت برائے امور خارجہ زین نورانی نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت پاکستان کے دو سفیر قادیانی ہیں۔ ایک منصور احمد جو اقوام متحدہ جنیوا میں پاکستان کے مستقل سفیر ہیں اور دوسرے رومانیہ میں جی۔ ربّانی دونوں قادیانی سفیر ہیں اور گذشتہ دنوں وفاقی وزیر محبوب الحق نے بھی قومی اسمبلی میں بعض ارکان کے سوالات پر قادیانی افسروں کی ایک لمبی فہرست پڑھ کر سنائی تھی۔ حتیٰ کہ اطلاعات یہ ہیں کہ ایٹمی انرجی کے شعبے میں بھی قادیانی افسروں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے اور صدر مملکت جنرل ضیاء الحق جنہوں نے جنرل اسمبلی میں تلاوتِ قرآن

ناشر: میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

درسِ حدیث

حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ النِّسَآءِ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتوں میں سے جو اونٹوں پر سواری کرتی ہیں قریش کی نیک عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر صغیر سنی میں سب سے زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

ربط: گذشتہ چاروں احادیث سے اس حدیث پاک میں اس کی دینداری کی تشریح فرمائی ہے۔

تشریح: مومن کا گھر یا تو پرائمری سکول ہے یا انسانی ترقیاتی منصوبوں کا بنیادی مرکز ہے اور مرد اس کا سربراہ ہے۔ بیرونی ذمہ داریوں کا وہ کفیل ہے، اور اس ادارہ کی اندرونی ضروریات کی انچارج عورت ہے۔ مثلاً پہلی ضرورت بچے کی تربیت ہے، جو اسی کی ذمہ داری ہے اور یہ تقسیم انتہائی منصفانہ اور رحیمانہ ہے۔ کیونکہ ولادت کے بعد بچے کو ایسے ہاتھوں کی ضرورت ہے جو اس کو دل و جان سے زیادہ عزیز سمجھیں اور اس کے لئے اپنا ہر قسم کا آرام و راحت قربان کر سکیں۔ اور یقیناً ایسے ہاتھ ماں کے ہی ہو سکتے ہیں اس لئے یہ ذمہ داری ماں کی رکھی گئی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو اپنی اولاد کی اس انداز سے تربیت کریں اور جو اس ذمہ داری کو محسوس کریں ان عورتوں سے نکاح نہیں کرنا چاہئے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی عورتوں میں امتیاز قبل از نکاح اور ولادت کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں عورت احسن طریق سے اولاد کی تربیت کرے گی۔ جواب یہ ہے کہ جو عورت قرآن و حدیث کی تعلیم سے آراستہ ہوگی وہ یقیناً ایسی ہوگی۔ اور جو قرآن و حدیث سے بے خبر ہوگی اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے گزشتہ حدیث میں آچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ دیندار کے بارے میں کوشش کرو یہاں تک کہ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔

اس حدیث پاک میں عورت کی دوسری ذمہ داری جو بیان کی فرمائی ہے وہ ہے مرد کی کمائی کی حفاظت۔ کیونکہ مرد کا کام تو کمانا، محنت مزدوری کر کے اولاد اور بیوی کا پیٹ پالنا ہے

اب ظاہر بات ہے کہ بیک وقت یہ دو کام تو نہیں کر سکتا لہٰذا لازماً یہ ذمہ داری عورت ہی نبھا سکتی۔ اگر عورت تحفظ اولاد اور تحفظ خانہ کی ذمہ داری نہیں سنبھالے گی تو یہ یونٹ نہیں چل سکے گا۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کو بہتر فرمایا ہے جو مرد کے مال کی بھی حفاظت کریں اور جو عورتیں ایسا

(باقی ۶ پر)

کا شرف حاصل کیا ہے جب ظفر اللہ خان بسترِ مرگ پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا تو عیادت کے لیے سراپا خلوص بنکر اس کے ہاں یوں جا پہنچے تھے جیسے کوئی عاشقِ زار محبوب کو خوش کرنے کے لیے کوچۂ رقیب میں سر کے بل چلا جائے۔ ہمارے نزدیک نظریۂ پاکستان اور عقیدۂ قادیانیت دو متضاد چیزیں ہیں جیسے آگ اور پانی کا اتحاد ناممکن ہے اسی طرح پاکستانیت اور قادیانیت یکجا نہیں ہوسکتیں۔ پاکستان کا وجود جہاد کے عمل سے قائم ہوا اور عقیدۂ جہاد ہی کی بدولت قائم و مستحکم رہے گا، جبکہ قادیانیوں کے اپنے عقیدے کے مطابق دین کے لیے اب جہاد و قتال حرام ہو چکا ہے۔ روس، بھارت، اسرائیل، امریکہ یا کسی اور سے اگر پاکستانی قوم کو معرکۂ جہاد در پیش ہوا تو مرزا غلام احمد کی ذریت ہمارا ساتھ نہیں دے گی بلکہ اپنے ضمیر کے مطابق سامراج کی خفیہ نوکری کرے گی اور وطن و قوم کو ڈائنامیٹ کر دے گی اور مرزا طاہر کے انگلستان منتقل ہو جانے کے بعد اب ان کا پاکستان میں رکھا ہی کیا ہے؟ —— ظفر اللہ مرگیا، مرزا طاہر بھاگ گیا اور قادیان ہندوستان میں ہے تو اب قادیانی پاکستانی کیسے ہو سکتے ہیں؟

ہم براہِ راست صدرِ مملکت جنرل ضیاء الحق اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ اپنے اقتدار اور وقار کو بچانے کے لیے آئین میں ترامیم کر رہے ہیں۔ اپنے ایمان اور پاکستانی قوم کی عظمت کا بھی خیال رکھیے۔ وطن پاک میں بسنے والے فرزندانِ توحید پر قائم قادیانی افسروں کا اقتدار آپ کے دعوائے ایمان کے لیے ایک چیلنج اور نظریۂ پاکستان کی توہین و تذلیل ہے۔ جب ایران میں کسی کلیدی منصب پر کوئی غیر شیعہ اور اسرائیل میں کوئی غیر یہودی فائز نہیں ہو سکتا تو پاکستان میں قادیانی کیوں راج کر رہے ہیں؟ — پیر کے جوتے کو سر پر رکھ لینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اگر آپ کو ملک و ملت کی بقاء و استحکام عزیز ہے تو پھر قادیانیوں کے بارے میں جاری کردہ صدارتی آرڈی ننس پر سختی سے عملدرآمد کروائیے۔ تمام کلیدی عہدوں سے مرزائی افسروں کی علیحدگی عمل میں لائی جائے۔ پوری قوم کی ہمدردیاں اس راہ میں آپ کے ساتھ ہوں گی اور نصرتِ خداوندی آپ کی یاوری فرمائے گی۔ اور اگر خدانخواستہ اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کا آپ نے احساس نہ کیا اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی سعی نہ کی تو یاد رکھیے کل قیامت کے روز آپ کو ربِ کعبہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہاں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب رب السمٰوات والارض کی بارگاہِ جلال میں اپنی ردائے عظمت و ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے مجرموں اسود عنسی مسیلمہ کذاب اور غلام احمد قادیانی کے خلاف مقدمہ دائر کریں گے تو اُن کی ذریت کے دینی و ملی جرائم سے چشم پوشی اور ان سے رواداری قائم رکھنے کی پاداش میں آپ کو بھی حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے۔ پھر یہ آپ کی نعتیں پڑھنا قوالیاں سننا اور اسلام سے محبت کا دعوے آپ کو بچا نہ سکیں گے۔ دُنیا کا اقتدار ڈھلتا ہوا سایہ ہے۔ یہ ایسا طوطا چشم محبوب ہے جس نے اپنے چاہنے والوں سے کبھی وفا نہیں کی اس کا نشہ ایک دو جھٹکوں سے ہی ہرن ہو جایا کرتا ہے۔ ملکی مفاد کے لیے آپ امریکہ سے تعلقات رکھیں یا روس سے، اس میں دو آراء ہو سکتی ہیں مگر دینی اور ملی اقدار کا جنازہ نکالنے اور قادیانیوں کے بارے میں محض ایک آرڈی ننس جاری کر کے انہیں تمام تحفظات فراہم کرنے کی اجازت قوم اب کبھی نہیں دے گی، حالانکہ اخبارات، ٹی وی اور ریڈیو قوم کے دینی جذبوں کو سرد کرنے کے لیے مستقل کام کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور بھلائی کی راہ میں ان کی مدد کرے اور اگر یہ لوگ ہدایت کے لائق نہیں رہے تو ہمیں جلد ان کے سائے سے نجات عطا فرمائے۔

عبد الرشید انصاری

مجلسِ ذکر

ترتیب

ندیم احمد القاسمی

جس دل میں گناہ پر شرمندگی اور ندامت ہو

—— اس کی توبہ اور دعا سیدھی عرش پر جاتی ہے ——

جس نے گناہ سے توبہ نہ کی

—— اس کی دعا قبولیت کے دروازے میں داخل نہ ہوگی ——

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ اما بعد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون صدق اللہ العلی العظیم۔

معزز سامعین! ابھی جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک بہت ہی بڑا اور بہت ہی حسین وعدہ فرمایا ہے کہ اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

بسا اوقات لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا فرما دیجئے کہ میری فلاں مشکل حل ہو جائے، فلاں پریشانی دور ہو جائے اور فلاں کام بن جائے ہم کہتے ہیں کہ آپ خود دعا کریں تو وہ کہتے ہیں ہم تو بڑے گنہگار ہیں۔

میرے معزز ساتھیو! اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں وہ بڑے بڑے گنہگاروں کی بھی دعائیں قبول کرتے ہیں شرط یہ ہے کہ دل میں ندامت ہو، شرمندگی ہو اور گذشتہ گناہوں پر افسوس ہو اور آخرت میں پکڑے جانے کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ کو گناہوں پر شرمندگی والی ادا بہت پسند ہے۔ جس دل میں گناہوں پر ندامت ہو اس دل سے نکلی ہوئی دعا سیدھی عرش تک جاتی ہے رد نہیں ہوتی لیکن کسی ولی کامل سے دعا کرانے کے بعد بھی اگر دل میں شرمندگی نہیں ہے تو اس دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ وہ دعا معلق ہوتی ہے۔ اور اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک خود دعا نہ کرے اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے توبہ نہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ و دعا کی قبولیت کا یہی طریقہ و انداز ہے کہ پہل بندہ کرے قبول وہ کریں گے۔

ابھی جو آیت پڑھی گئی ہے اس میں بھی اسی بات کو بتلایا گیا ہے کہ پہلے تم یاد کرو پھر میں یاد کروں گا۔ فاذکرونی میں فا تعقیب کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے ما قبل والے فعل کا صدور ہو پھر ما بعد کا وجود عمل میں آئے گا۔ جب تک بندہ رجوع الی اللہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ التفات نہیں فرماتے

اور نظر کرم سے نہیں نوازتے۔

اگر انسان گناہوں کی سڑک سے اتر کر صراط مستقیم کے پلیٹ فارم کی طرف چلے تو اللہ تعالےٰ ضرور اس کی مدد فرماتے ہیں اور بندہ کی کوششوں کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ انعامات و اکرامات سے نوازتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ جب بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جب وہ ایک قدم بڑھتا ہے تو مَیں دس قدم بڑھتا ہوں۔ اور جب وہ چل کر آتا ہے تو مَیں دوڑ کر آتا ہوں۔

یہ ہیں ان کی نوازشات و انعامات البتہ ہر جگہ پیش قدمی شرط ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو مَیں بھی اسے یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ کسی محفل میں میرا ذکر کرتا ہے تو مَیں اس کا ذکر فرشتوں کی محفل میں کرتا ہوں۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ جب طرفین سے کثرت ذکر ہو گی تو مابین محبت کا پاکیزہ رشتہ بھی قائم ہو گا اور جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جائے اس کی قسمت کا کیا کہنا۔ ارشاد ہوتا ہے اے جبرئیل! مَیں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ اور اس محبت کا چرچا آسمانوں سے ہوتے ہوئے زمین تک پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے تمام لوگ پرند، چرند، حیوانات و نباتات سب محبت کرنے لگتے ہیں۔ مچھلیاں پانی میں ذرّے خاک میں، برگ و شجر ہر ایک اس کی محبت کے گن گانے لگتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے ذکر کی زیادہ سے زیادہ توفیق اور اپنی محبت سے نوازیں (آمین)۔

دوسری بات جو عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی جماعت کے ساتھی جس جگہ بھی ہوں اگر تین یا تین سے زیادہ ہیں تو اپنے محلہ کی مسجد میں ہفتہ میں ایک بار مجلس ذکر ضرور منعقد کیا کریں ذکر وہ کرائیں جس کے اسباق سب سے زیادہ ہوں اور جسے شیخ کی صحبت صالح زیادہ دیر تک نصیب ہو۔ انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہو گا۔ اس کے ساتھ انفرادی ذکر کا بھی خیال رکھا کریں۔ اسباق میں ناغے سے بہت فرق پڑتا ہے بسا اوقات شیخ کی توجہ ہوتی ہے لیکن طالب غافل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا یہاں آنا قبول فرمائیں۔ آمین!

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : درس حدیث

نہیں کرتی ہیں وہ معاشرہ کے لئے بہتر نہیں ہیں بلکہ شر ہیں، اور قریش کی عورتوں کا ذکر بطور تمثیل ہے انحصار نہیں ہے۔

خلاصہ اور لب لباب

ایسی عورتوں سے نکاح کرنا چاہیئے جو اولاد کی تربیت اچھی طرح کریں اور مرد کے مال و متاع کی حفاظت کر سکیں اور اس کے مال میں بددیانتی نہ کریں۔

بقیہ: سنّی کنونشن

جھنگ، مولانا اسد اللہ قاسمی جھنگ، مولانا محمد ابراہیم ام المدارس فیصل آباد، مولانا سیف اللہ اکرم لاہور، مولانا قاری عبدالحی عابد مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا حسین، مولانا احسان اللہ فاروقی لاہور، مولانا انور کلیم مولانا عبدالعلیم، مولانا قاری محمد الیاس، مولانا محمد صابر سرہندی، حاجی ضیاء الدین، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، مولانا مفتی غلام قادر صاحب، مولانا غلام حسین حاصل پور مولانا حبیب اللہ ماہیوال۔ ان حضرات کے علاوہ

ذِکرُ اللہ

بڑی عظیم عبادت ہے

مجلسِ ذکر، واہ کینٹ
منعقدہ ۲۶ ستمبر ۸۵ء
از:
حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مرتبہ: محمد عثمان غنی

کافی عرصہ کے التواء کے بعد مفسرِ قرآن و شارح حدیث حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتھم نے منزل انوار القرآن لالہ رخ، بستی کاریگر، واہ کینٹ میں پھر سے مجلسِ ذکر کا سلسلہ شروع فرمایا ہے۔ آپ کے ارشادات کا قلمی عکس پیش خدمت ہے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے بھائیو اور عزیزو!

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ آپ حضرات نے اور ہم گنہگاروں نے اللہ کے گھر میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیا اللہ اسے قبول فرمائے۔ اور مجھے آپ کو بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے دوستو اور میرے بھائیو! کوئی بھی عبادت ہو جب تک اللہ تعالےٰ کی مدد شاملِ حال نہ ہو بندہ نہیں کر سکتا۔ شاید اسی حکمت سے سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (الفاتحہ ۴) یا اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

یہاں پر علماء تفسیر نے نکتہ بیان فرمایا ہے کہ عبادت اللہ کی تب ہو سکے گی جب اللہ کی مدد ہو گی۔ اگر وہ مدد نہ کرے گا تو کوئی عبادت نہیں کر سکتا۔ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ ابنِ جبل رضی اللہ عنہ کو جو آپؐ کے بڑے پیارے صحابی ہیں، فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کر اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اے میرے اللہ! میری مدد کر تاکہ مَیں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں، اور تیری عبادت میں حُسن پیدا کر سکوں۔ تو ان تین کاموں میں مقدّم حضورؐ نے ذکر کو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ، اے اللہ! میری مدد کر۔ تُو مدد کرے گا تو مَیں تیرا ذکر کر سکوں گا ورنہ نہیں کر سکوں گا۔ اور یہ بات بالکل صحیح ہے۔ آج آپ دیکھ لیں کتنے مسلمان ذاکر ہیں اور کتنے مسلمان غافل ہیں؟ اگر آپ حساب فرما لیں۔ میرے بھائیو! تو سَو میں سے ایک مسلمان بھی ذاکر نہیں، ہزار میں سے ایک دو ہوں گے باقی سب غافل ہیں، حالانکہ غفلت اللہ تعالےٰ سے دور کر دیتی ہے۔ اور ذکر خدا کے قریب کر دیتا ہے تو اس لئے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ذکر کا بہت حکم دیا ہے کہ اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو اور ذکر سے مراد یہی ذکر ہے جو میں نے اور آپ نے ابھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لینا۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ابتداء میں مکی سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں ذکر کا بہت زیادہ حکم دیا گیا ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ٥ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (المزمل ۹-۸) فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ! صبح شام اپنے رب کا ذکر کر لیا کریں سورۂ مدثر میں بھی ذکر کا حکم ہے مکی سورتوں میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ حکم دیا ذکر کا تاکہ ذکر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت پیدا ہو جائے۔ جب بندہ اللہ کا نام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ جب بندہ بن دیکھے اللہ کے نام کی ضربیں لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے خوش ہوتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو! یہ میرے بندے فلاں جگہ بیٹھ کر میرا نام لے رہے ہیں حالانکہ مجھے نہیں دیکھا ہے۔ تو یہ ذکر بڑی اونچی عبادت ہے یہ چھوٹی عبادت نہیں ہے بڑی اونچی عبادت ہے کیونکہ اللہ کا نام اونچا ہے اس لئے اس کا ذکر بھی اونچا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ فرماتے ہیں۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ط (العنکبوت ۴۵) یاد رکھو! اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے۔ یہاں پر فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کا اکبر ہے۔ تو یہ جو ہم آپ ذکر کرتے رہتے ہیں۔ یہ قرآن سے مستنبط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کئی جگہ فرمایا۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ج (الحشر ۲۳) قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ۔ (یونس ۹۰) شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (آل عمران ۱۸) ساری جگہ فرمایا کہ معبودِ برحق وہی ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ج یہ ہُو کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

تو میرے دوستو! میرے بھائیو! یہ بات یاد رکھیں کہ جب تک مسلمان ذکر نہیں کرے گا نا؟ اُس وقت تک کبھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ ہر نبی علیہ السلام نے ذکر کیا، نبی علیہ السلام نے ذکر کروایا اور کیا، صحابہ کرامؓ نے ذکر کیا اور کروایا۔ یہ جتنے ہندوستان کے فاتح بنے، برِّصغیر میں اولیاء کرام آئے، کیا کیا انہوں نے؟ ذکر کیا نا؟ خواجہ غریب النواز اجمیریؒ کے پاس کون سی تلوار تھی؟ کون سی بندوق تھی؟ ذکر تھا ــــ داتا گنج بخشؒ کے پاس کون سی تلوار تھی؟ ذکر تھا۔ جب تک ذکر نہیں ہوگا اس وقت تک دلوں کی صفائی نہیں ہو سکتی۔ ایک آدمی اپنے اگر دل کی صفائی چاہتا ہو بغض سے، حسد سے، عجب سے، بدعت سے، اللہ کی نافرمانی سے، تو وہ ذکر کرے گا۔ ذکر سے سارے مسئلے حل ہوں گے۔ ہم گنہگار ضرور ہیں مگر اتنا تھوڑا ہے کہ ہم نے زبان سے پڑھ لیا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ط جس کی زبان پر اللہ یہ کلمہ جاری کر دے تو وہ سمجھے کہ اس پر خدا کا بڑا فضل ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہم سب کے بزرگ ہیں۔ انہوں نے اپنے کسی مرید سے فرمایا کہ تو اللہ کا ذکر کیا کر۔ اُس نے ذکر کیا جیسا کہ ہماری عادت ہوتی

ہوتی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد پوچھا "سنا کیا حال ہے؟ کہنے لگا۔ جی مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی نہ میں نے کوئی فائدہ دیکھا ہے۔" تو فرمانے لگے "بے وقوف! یہ تھوڑا فائدہ ہے کہ تو خدا کا نام اپنی زبان سے لے رہا ہے؟" وہ زبان جو غیبت کرتی ہے، جھوٹ بکتی ہے، گانے گاتی ہے، اس زبان کو اللہ تعالیٰ اپنے نام پر بلائے۔ بھائی! یہ خداوند تعالیٰ کا تھوڑا فضل ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کے کلیم ہیں۔ انہوں نے ایک روز خداوند تعالیٰ کے ہاں درخواست کی کہ یا اللہ! مجھے کوئی ایسی عبادت بتائیں جس سے مجھے آپ کا قرب حاصل ہو ــــ یہ صحیح حدیث ہے ــــ تو رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔ "قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ یہ پڑھا کر۔" تو آپؑ جواب میں عرض کرتے ہیں کہ "اللہ! سارے بندے یہ تو پڑھتے ہیں مجھے کوئی خاص بات بتا۔" جیسے ہمارے ہاں کہتے ہیں "کوئی خاص وظیفہ بتاؤ" ــــ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "موسیٰؑ! تو اس کلمے کو کیا سمجھتا ہے؟ اگر دنیا میں ایسا کوئی ترازو بن جائے جس کے ایک پلڑے میں یہ زمین آسمان اور ساری کائنات ہو اور ایک پلڑے میں خالی یہ کلمہ ہو تو کلمے والا پلڑا بھاری ہوگا" یہ کوئی معمولی چیز ہے؟

ایک حدیث میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ کہ جب تک زمین میں ایک آدمی بھی اللہ کا نام لینے والا ہوگا۔ قیامت نہیں آئے گی۔ اس میں اتنی قوت ہے کہ قیامت کے عذاب کو روک رہا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، بہت بڑی بات ہے بعض بندوں کی طرف سے کچھ وساوس پیدا کر دئے جاتے ہیں کہ "ذکر میں کیا ہے؟" حالانکہ ذکر میں سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ شکر ادا کریں کہ آپ نے اللہ کا نام لیا۔ ہم گنہگاروں پر بھی اللہ کا فضل ہے کہ میں اپنے وعدے کے مطابق واہ کینٹ آ گیا ورنہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی مگر میں نے کہا کہ نہیں، وعدہ وفا کرنا چاہئے کیونکہ اللہ کے نام پر وعدہ ہے۔ تو اللہ اس ذکر کو قبول فرمائے اور مجھے آپ کو اللہ مزید اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: مکتوب حاصل پور

انداز میں خطاب فرماتے رہے۔ اور صحابہؓ کرام کی بے داغ و پُرعظمت شخصیتوں پر نام نہاد محبین اہلِ بیت کی جانب سے اُچھالے گئے کیچڑ کو صاف کرتے رہے۔ اس سے بے شمار لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور ماتمی جلوسوں کی رونقیں بھی متاثر ہوئیں۔ ہزاروں سنی عورتیں، بچے اور جوان اس مرتبہ شیعہ جلوسوں میں شریک نہیں ہوئے۔ نیز حاصل پور کی اس تحریک نے قرب و جوار کے شہروں کو بھی متاثر کیا۔ چنانچہ اہل قائم پور، خیرپور ٹامیوالی وغیرہ نے اہل حاصل پور کی تقلید میں فضائل و مناقب صحابۂ کرام و اہل بیت کے عنوان پر اجلاس منعقد کیے۔ الحمدللہ نہایت ہی اثرانگیز ثابت ہوئے۔ اگر اس مثالی تحریک کو ملک بھر میں وسعت دے دی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ لادین اور بددین عناصر کی تخریب کاریوں اور ریشہ دوانیوں کے پسِ پردہ عزائم حکومت و عوام کے سامنے بے نقاب نہ ہوں اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے عمل کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے پاک صحابہؓ کی ارواح کو ٹھنڈک و سکون نہ پہنچے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کارِ خیر ادعوا بالحکمۃ کے اصول پر انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین

دینی مسائل

ظہار اور اس سے رجوع کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

مولانا محمد کلیم اللہ، مدرسہ تعلیم القرآن وہاڑی

سورۃ مجادلہ ہجرت کے پانچویں سال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس کے تین رکوع ہیں۔

مجادلہ بروزن مفاعلہ مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے باہم جھگڑنا اس سورت میں مسئلہ ظہار کا مفصل بیان ہے۔ دورِ جاہلیت میں ظہورِ اسلام سے قبل عرب میں یہ قاعدہ و دستور تھا کہ جو شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا کہ تو میری ماں ہے یا تُو میری ماں جیسی ہے یا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی کہ میری ماں کی پیٹھ ہے تو وہ عورت ساری عمر کے لئے اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ جب اسلام آیا تو زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں ختم ہو گئیں۔

مدینہ منورہ میں ایک واقعہ پیش آیا کہ اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے کہہ دیا، تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو اس مسئلہ کو دریافت کرنے کے لئے خولہ بنت ثعلبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس بارے میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا "تا ہنوز میرے پاس وحی الٰہی نہیں آئی۔ اور وحی الٰہی کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا حکم الٰہی کا انتظار کرنا ہوگا۔ مگر دستور عرب کے مطابق تو اپنے خاوند پر حرام ہو گئی ہے۔ خاوند سے الگ رہ۔ اس پر خولہ نے نہایت دردمندی اور لجاجت سے عرض کیا کہ یوں تو میرا گھر تباہ و ویران ہو جائیگا اگر میری اولاد میرے پاس رہے تو میں ان کی پرورش نہ کر سکوں گی کیونکہ میں مفلس اور نادار ہوں اور اگر میری اولاد میرے خاوند کے پاس رہے تو وہ ان کی اچھی طرح خبر گیری نہ کر سکے گا۔

اس پر وہ رونے لگی اور گھر جا کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کرنے لگی۔ کہ یا اللہ! میرے معاملہ کا تُو فیصلہ فرما اور میری یہ مشکل اپنے نبی کی زبانی بذریعہ وحی حل فرما کیونکہ میرا تیرے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے کہ اپنی فریاد اور درخواست میں تیرے سوا کس کو پیش کروں۔

بارگاہِ خداوندی میں خولہ بنت ثعلبہ نے اس آہ و زاری کے ساتھ دعا کی کہ خداوند تعالیٰ نے عورتوں کے اس مسئلہ کے لئے ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا اور یہ سورت مجادلہ نازل فرمائی اور اس شان سے خولہ کا ذکر کیا۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑتی تھی اور اللہ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

مسئلہ ظہار اور اس کا حکم

شریعت اسلامی میں ظہار اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو محرمات ابدیہ میں سے کسی محرمہ کے عضو کے ساتھ تشبیہ دے جیسے یوں کہے اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ تو اتنا کہہ دینے سے وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ یعنی جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کرے اس سے صحبت کرنا اور دواعی صحبت (جیسے بوس و کنار کرنا) حرام ہے۔ وہ عورت اپنے خاوند سے مطلقہ نہیں ہوتی اسی کے نکاح میں رہتی ہے اور گھر بنا رہتا ہے۔

مسئلہ ظہار میں شبہ کا ازالہ

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا یا غصہ کی حالت میں بہن کہہ دیا گو یہ کلمات لغو اور بے ہودہ ہیں، لچر پچر ہیں گو ان سے ظہار کا حکم نہ ہوگا وہ عورت حرام نہ ہوگی محض جھوٹ اور ناپسندیدہ قول ہوگا جس پر توبہ و استغفار کافی ہوگا کفارہ کا حکم وارد نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ فقہ حنفی کے مطابق ہے۔

کفّارہ

۱۔ جس شخص نے ظہار کیا ہے باہمی میل ملاپ سے پہلے وہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے۔

۲۔ اگر یہ شخص غلام و لونڈی آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اور ان میں ماہ رمضان کے روزے بھی نہ ہوں اور ایک دن بھی ناغہ نہ کرے اور اگر ایک روزہ چھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے روزے لگاتار رکھنے ہوں گے۔

۳۔ اگر یہ شخص لگاتار روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر یہ شخص ساٹھ محتاج آدمیوں کو صبح و شام دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ ایک وقت کا کھانا کھلانا کافی نہیں ہے۔ (مسکین) اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ ایسے ساٹھ آدمی منتخب کرے اور ان کو دونوں وقت حسبِ توفیق صبح و شام کھانا کھلائے۔ جب یہ شخص کفارہ ادا کر چکے تو اب اس کو اپنی بیوی سے صحبت کرنا اور دواعی صحبت یعنی بوس و کنار کرنا جائز ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے حرام ہوگا۔

نِکات

خداوندی حکم ہے کہ یہ احکام و ارشادات معمولی باتیں نہیں ہیں کہ تمہاری خواہشات و مرضیات پر ان کو چھوڑ دیا جائے جی چاہے تو مانو نہ چاہے نہ مانو ایسا ہرگز نہیں یہ تو قوانین و حدود ہیں ان کو تو ہر صورت و ہر وقت ماننا ہوگا اور چلنا ہوگا۔ اور ان پر عمل کرنا ہوگا اور ان کو تو ملتِ اسلامیہ اور حکومتِ اسلامیہ میں نافذ و جاری کرنا ہوگا۔ یاد رکھو! جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کریں گے اور اس کے مقرر کردہ اصولوں اور قاعدوں کو چھوڑ کر اپنے من مانے قانونوں کو بروئے کار لائیں گے تو ایسے لوگ یقیناً اس دنیا فانی میں ذلیل و خوار ہوں گے اور حرمان و ذلت کی گہری وادیوں میں گر کر صفحہ ہستی سے مٹا دئے جائیں گے ان کے لئے آخرت میں رسوا کن عذاب دائمی طیار ہے۔

طاہر رشیدی

رجم: احکامِ شرعیہ کی روشنی میں

یہ درست ہے کہ قرآن مجید میں رجم کا حکم صراحتہً مذکور نہیں، مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کا انکار کر دیا جائے جبکہ صحیح احادیث میں بکثرت اس طرح کی مثالیں موجود ہیں اور خود ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی صراحتاً رجم کا حکم موجود ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بہت پہلے اپنے زمانہ میں اس خدشہ کا اظہار فرما کر اس کی تردید فرمائی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے:

لقد خشیت ان یطول الناس زمان حتی یقول القائل لا نجد الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا اللہ الا وان الرجم حق علی من زنی وقد احصن اذا قامت البینۃ ارکان الحمل والاعتراف۔

مجھے خوف ہے کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد کہنے والے یہ کہنے پر یہ اُتر آئیں کہ ہم کتاب اللہ میں 'رجم' کا حکم نہیں پاتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوئی تو وہ اس فریضہ منزل من اللہ کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ سن رکھو شادی شدہ زانی پر رجم حق واجب ہے جو ثبوتِ شرعی یا دلیلِ شرعی یا اعترافِ جرم پایا جائے۔

(بخاری، باب الاعتراف بالزنا)

اور نسائی شریف میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

انا لا نجد من الرجم بدًا فانہ حد من حدود اللہ الا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رجم ورجمنا بعدہ ولو لا ان یقول قائلون ان عمر زاد فی کتاب اللہ ما لیس فیہ لکتبت فی ناحیۃ المصحف وشہد عمر بن الخطاب وعبد الرحمٰن بن عوف و فلان وفلان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجم ورجمنا بعدہ (ابن کثیر)

زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ خوب سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا اور ہم نے آپؐ کے بعد بھی رجم کیا اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کہنے والے کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا تو میں قرآن کے کسی گوشے میں اس کو لکھ دیتا اور عمر بن الخطاب گواہ ہے عبدالرحمٰنؓ بن عوف گواہ اور فلاں فلاں صحابہؓ گواہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور آپؐ کے بعد ہم نے رجم کیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور آج اس وقت پاکستان جیسے ملک میں جسے کتاب وسنت کے نام سے حاصل کیا گیا تھا اور پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوئی تھیں رجم کے عدم حد کا نعرہ بلند کرنا بلکہ اس طرز پر سوچ و بچار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خدشہ اور پیش گوئی کے عین مطابق ہے۔

نیز عقل سے بھی رجم کی تائید ہوتی ہے کیونکہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا میں ضرور فرق ہونا چاہیئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ غیر شادی شدہ کو زنا کے ارتکاب پر کوڑے مارے جائیں اور شادی شدہ کو رجم کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ غیر محصن کے راہِ راست پر آجانے کی کافی امید ہے کہ شادی کے بعد جنسی میلان کا راستہ کھل جائے گا اور اس میں بُری عادات باقی نہ رہیں گی مگر شادی شدہ سے جب یہ جُرم سرزد ہوتا ہے تو خطرہ ہے کہ اس کا وجود مرضِ متعدی کی حیثیت اختیار نہ کر لے، اس لیے اچھا ہے کہ اس کے وجود سے معاشرہ پاک ہو جائے۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شادی شدہ کے بارے میں رجم ہی رہا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب الحدود ص ۳۱۰ ج ۲ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

عن ابی ہریرہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل وہو فی المسجد فناداہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی زنیت فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتنحی لشق وجہہ الذی اعرض قبلہ فقال انی زنیت فاعرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما شہد اربع شہادات دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابک جنون قال لا فقال احصنت قال نعم یا رسول اللہ قال اذہبوا بہ فارجموہ قال فاخبرنی من سمع جابر بن عبد اللہ یقول فرجمناہ بالمدینۃ فلما اذلقتہ الحجارۃ ہرب حتی ادرکناہ بالحرۃ فرجمناہ حتی مات۔

(متفق علیہ)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا۔ اس وقت آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ وہ آپؐ کو پکار کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر منہ پھیر لیا۔ وہ شخص اس طرف چلا گیا جس طرف آپؐ نے چہرۂ انور پھیرا تھا، اور پھر کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اس طرح چار بار گواہی فراہم کر دیں تو آپؐ نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کیا تم کو جنون کی بیماری ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ اور آگے چل کر صراحت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا کہ ہم نے اسے مدینہ میں سنگسار کیا۔ جب اس پر پتھر پڑے تو بھاگنے لگا۔ ہم نے اسے حرہ میں پکڑ لیا اور وہیں سنگسار کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

حاصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے سنگسار کر ڈالنے کر دیا ہے جس کی کسی حال میں خلاف ورزی درست نہیں ہے۔ عہدِ نبوت سے لے کر اب تک اسی پر عمل رہا اور یہی جمہور اُمت کا مذہب ہے۔ حضرات صحابۂ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور تمام ائمہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے جس کا منکر کافر و دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اس باب میں حضرت ماعز بن مالکؓ کا واقعہ بھی مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۰ میں صحیح مسلم سے مروی ہے جس روایت کے راوی حضرت بریدہ رضؓ ہیں اور اسی روایت میں قبیلۂ ازد کے بطن غامد کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو بھگا دیا۔ اُس نے اگلے روز آکر پھر یہی کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کی طرح اس کے ساتھ معاملہ کیا اور فرمایا جب تیرے بچہ پیدا

ہو جائے پھر آنا۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ لے کر حاضرِ خدمت ہوئی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تک بچہ دودھ پیئے اس وقت تک ہم رجم نہیں کریں گے۔ جب وہ بچہ ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا لینے لگا تو پھر حاضرِ خدمت ہوئی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بچہ کو ایک آدمی کے سپرد کیا اور اس کے بعد غامدیہ کے لیے رجم کا حکم فرمایا۔ ایک گڑھا کھودا گیا جو اس کے سینے کے برابر گہرا تھا۔ اس کے بعد انہیں رجم کیا گیا۔ ایک پتھر حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف سے اس کے سر پر پڑا جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور چھینٹے حضرت خالد کے کپڑوں پر پڑے۔ انہوں نے اُس کو بُرا بھلا کہا تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ایسا نہ کہو۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہلِ زمین پر تقسیم کر دی جائے تو مغفرت ہو جائے اور آپؐ نے خود اس رضؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

صحیحین میں روایت ہے کہ ایک غیر شادی شدہ مرد نے ایک شادی شدہ عورت سے ارتکابِ زنا کیا تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرد کو سَو کوڑے لگوائے اور عورت کو سنگسار کروایا۔

سورۃ نور کی آیت میں جو زانی اور زانیہ کی سزا سَو کوڑے لگانا مذکور ہے (جس سے رجم کے عدم حد ہونے پر دلیل پیش کی جاتی ہے) یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مکمل تشریح و تصریح کی بنا پر غیر شادی شدہ لوگوں کے لیے مخصوص ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔ یہ تفصیل گو الفاظ آیت میں مذکور نہیں مگر جس ذاتِ اقدس پر یہ آیت نازل ہوئی خود ان کی طرف سے ناقابلِ التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے اور صرف زبانی تعلیم و ارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد بار اس تفصیل پر عمل بھی (جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا) صحابہ کرامؓ کے مجمع کے سامنے ثابت ہے اور یہ ثبوت ہم تک تواتر کے ذریعہ پہنچا ہے۔ اس لیے شادی شدہ مرد و عورت پر سزائے رجم کا حکم درحقیقت کتاب اللہ ہی کا حکم اور اسی کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ رجم سنتِ متواترہ سے قطعی الثبوت ہے کیونکہ کتاب اللہ کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ "سُنّت" ہے اور روزِ اوّل سے لے کر آج تک اس پر اجماع ہے۔ قرآن پاک سے سُنّت کی تائید ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی پر غور فرمائیں۔ ان سے سُنّت شریفہ کے شرعی ماخذ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

- ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ (الحشر)

(ترجمہ: رسول جو چیز تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روک دے رُک جاؤ۔

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم)

(ترجمہ) نبی برحق جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ وہ تو وحی ہے جو اُن کو کی گئی ہے۔

ان آیات کی روشنی میں سزائے رجم کو دیکھا جائے تو رجم کے حد ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت ماعزرضؓ اور دوسرے آدمی اور غامدیہ کو رجم کرنا گویا کتاب اللہ کا حکم ہے۔

- من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (النساء)

(ترجمہ) جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے بعینہٖ اللہ کی اطاعت کی۔

- وان تطیعوہ تھتدوا (النور)

اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

- لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (الاحزاب)

تمہارے لیے رسولؐ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (النساء)

پس تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مؤمن نہیں ہوں گے جب تک وہ اپنے اختلافی معاملہ میں آپ کو اپنا حکم نہ تسلیم کر لیں اور پھر آپ کے فیصلے سے تنگدل نہ ہوں (بلکہ) اس کو دل سے تسلیم کر لیں۔

- وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لھم الخیرہ من امرھم (الاحزاب)

جب اللہ اور رسول فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور عورت کو اپنے معاملہ میں اختیار نہیں رہتا۔

ان آیات اور ان کے علاوہ اور دوسری بکثرت آیات سے اسلامی قانون میں سُنّتِ شریفہ کا مقام ظاہر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آیاتِ قرآنی کو وحی متلو اور احادیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا فرق صرف احادیث کے ثبوت کی وجہ سے ہے ورنہ اگر کوئی حدیث مشہور اور متواتر ہے تو اس سے حکم قرآنی کو منسوخ ماننا جائز ہے اور اس کا حکم بھی وہی قطعیت والا حکم ہے مثلاً اوقاتِ صلوٰۃ، ایک رکعت میں دو سجدے، مقدارِ زکوٰۃ نصابِ زکوٰۃ وغیرہ امور حدیث ہی سے ثابت ہیں اور ان کو اسلام میں فرض کا درجہ حاصل ہے۔

تمام انبیاء علیہم السّلام زمین پر اللہ تعالیٰ کی نمائندگی اور حاکمیت نافذ کرنے والے ہیں، ان کا کوئی قول و عمل اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور اس کے ایماء کے ہرگز خلاف نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں صاف طور پر اعلان موجود ہے۔

ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ (الانعام)

میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی گئی ہو۔

قل انما اتبع الا ما یوحیٰ الیّ من ربی۔ (اعراف)

آپ فرما دیجئے میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے

یعنی رسول کے تمام اقوال و افعال وحی الٰہی کے تابع ہیں۔ وہ کسی آن بھی نمائندۂ خدا اور رسولِ خدا ہونے کی حیثیت سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ صفات لازمہ ہیں جس کا انفکاک ان سے محال اور ناممکن ہے۔

زنا جیسے جُرم کے لیے ایسی ہی سزا کی ضرورت ہے جو اسلام تجویز کرتا ہے بلکہ ضروری قرار دیتا ہے کیونکہ اس جرم میں بے پناہ کشش ہے طبعی طور پر آدمی ذرا ذرا سی رعنائیوں پر جان چھڑکنے کا عادی ہوتا ہے۔ اس جرم کا خیال دل سے کوڑے اور سنگساری کی سزا ہی نکال سکتی ہے۔

صاحبِ ہدایہ رجم کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وعلیہ اجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس پر شیخ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ:

"رجم پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے، البتہ خوارج اجماع صحابہؓ کو تسلیم نہیں کرتے۔

متعدّد روایات سے رجم کا ثبوت ملتا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ مسلمان کا خون امور ثلاثہ کے بغیر مباح نہیں:

۱۔ شادی شدہ زنا کرے۔
۲۔ مسلمان کو عمداً قتل کر دے۔
۳۔ مرتد ہو جائے۔

اسی کا ذکر حضرت عثمانؓ نے محصور ہونے کی حالت میں کیا جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حاصل یہ کہ اس کا انکار دلیل قطعی کا انکار ہے۔ خوارج نے رجم کا انکار کرتے ہوئے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے سامنے کہا کہ رجم کا ذکر قرآن پاک میں نہیں۔ آپ نے الزاماً فرمایا کہ رکعاتِ نماز اور مقدارِ زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن پاک میں نہیں ہے جس پر اُمتِ مسلمہ کا اتفاق ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمل سے ثابت ہے تو آپ نے فرمایا رجم بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمل سے ہی ثابت ہے۔

خواجہ حسن ثانی نظامی

مسلمانوں کی رسم و رواج پر ہندوستانی اثرات

جن کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں

یہ قیمتی مقالہ ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں پندرھویں صدی ہجری کے آغاز کے موقعہ پر منعقدہ سیمینار میں پڑھا گیا۔ مقالہ کی افادیت کے پیشِ نظر قارئین خدام الدین کے لیے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

تہذیبی طبقات

ہندوستان کے مشترکہ کلچر کی نشوونما میں تین قسم کے رویّے نظر آتے ہیں۔ ایک رویّہ اس طبقہ کا ہے جو بالکل الگ تھلگ رہنا چاہتا ہے۔ دوسرا طبقہ مخصوص حدود میں میل ملاپ چاہتا ہے اور تیسرا طبقہ ہر قسم کی پابندیوں سے بے نیاز ہو کر اور ٹوٹ کر ملنے پر آمادہ رہتا ہے۔ میرے پیشِ نظر اس مضمون میں آخرالذکر دو طبقوں کا رویّہ رہے گا کیونکہ پہلے طبقے کی حالت تو یہ ہے کہ وہ ہر قیمت پر اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتا ہے چاہے اس کوشش میں صورتِ حال مضحکہ خیز ہی کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ ہندوؤں میں چھوت چھات اور مسلمانوں میں مشابہت سے بچنے کا جذبہ اکثر ایسی ہی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ شیخ محمد عبداللہ وزیراعظم کشمیر راوی ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے دوقومی نظریہ کے جواز میں اُن کے سامنے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک دفعہ غالباً پنڈت مدن موہن مالوی اُن سے ایسے وقت ملنے آئے جبکہ قائداعظم کھانا کھانے بیٹھ رہے تھے۔ انہوں نے مالوی جی کو میز ہی پر بلا لیا اور چونکہ میز پر سبزیاں بھی موجود تھیں، مالوی جی کو کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ مالوی جی نے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ بیٹھ کر ویجیٹیرین کھانا کھانے میں عذر نہیں ہے لیکن آپ میز پر سے میز پوش اور نیچے سے قالین ہٹوا دیں کیونکہ ہمارے نزدیک چھوت میز پوش اور قالین کے ذریعے سفر کرتی ہوئی مجھ تک آسکتی ہے۔ دوسری طرف دو مشہور مسلمان عالموں کا قصّہ ہے کہ ان پر کچھ ایسی افتاد پڑی کہ میز کرسی پر کھانا کھانے کے لیے مجبور ہو گئے۔ بیٹھنے کو تو میز کرسی پر بیٹھ گئے مگر آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال و جواب ہونے لگے اور ایک دوسرے سے گویا یہ کہا جانے لگا کہ میز کرسی پر تو کرسٹان (عیسائی) کھانا کھاتے ہیں تو ان کی مشابہت ہو جائے گی۔ آخر ایک مولانا کو یہ ترکیب سُوجھی کہ کرسی پر معمول کے مطابق پیر لٹکا کر نہ بیٹھیں بلکہ اکڑوں یا آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائیں۔ ہر چند کہ یہ صورت مضحکہ خیز ہو گی لیکن کرسٹانوں کی مشابہت سے بچ جائیں گے۔

معتدل: دوسرے طبقے کے پیشِ نظر ہمیشہ

اسلام کا یہ اصول رہتا ہے کہ بنیاد جواز ہے اور ناجائز صرف وہی چیزیں ہیں جن کی صاف طور پر نشاندہی کر دی گئی ہو اور جن سے روک دیا گیا ہو۔ چنانچہ یہ لوگ غیر عرب ممالک کے ان تمام علوم و فنون اور رسم و رواج کو اپنانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے جو اسلام کے بنیادی اصولوں سے نہیں ٹکراتے۔

صرف نام کی تبدیلی

تیسرا رویّہ اس طبقے کا ہے جو نیا نیا مسلمان کیا جاتا ہے اور جائز و ناجائز کی بحث سے الگ اپنے قدیم رسم و رواج کو یکسر چھوڑنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے بُت پرست عربوں کی طرح صرف روٹی، بیٹے اور جنگ جیتنے کے لیے دیوی دیوتاؤں کو نہیں پُوجتے تھے۔ ان کے ہاں دنیا اور آخرت کے بارے میں باقاعدہ ایک فلسفہ تھا اور اپنے عقیدے میں وہ اتنے راسخ تھے کہ امیر خسرو ان کی مثال دے کر مسلمانوں کو شرم دلاتے تھے کہ یہ بے جان پتھروں سے ایسی عقیدت رکھتے ہیں کہ تم اپنے حیّ اور قیُّوم اللہ کی عبادت میں ان کی شیفتگی اور وارفتگی کو نہیں پہنچتے۔ بے شمار رسوم ان ہندوؤں کے مزاج کا حصّہ ہیں اور مسلمان ہونے کے بعد بھی وہ ان رسوم کو آسانی سے ترک نہیں کر سکتے۔ ان میں اکثر رسوم مشرکانہ ہیں اور اسلام کے بنیادی اصولوں سے ٹکراتی ہیں۔ اس لیے اس عجیب صورتِ حال کا سامنا اور سانپ کی موت اور لکڑی کی زندگی کا سامان اس طرح کیا گیا کہ خفیف سے ردّ و بدل اور ناموں کی تبدیلی سے خود اِن مشرکانہ رسوم کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش ہوئی۔ مثلاً بچّوں کی سلامتی اور دوسری مرادوں کے لیے دیوی دیوتاؤں کے سامنے منّت کے دیئے جلائے جاتے تھے، یہ کام چھوڑا نہیں گیا بس جگہ بدل دی۔ مندر کی بجائے مسجد اور درگاہ میں اس مقصد سے چراغ روشن کیے جانے لگے۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ مسجد اور چراغ کا یہ مصرف ہندوستان کے علاوہ کسی اور مسلمان ملک میں بھی ہو۔

جنیؤ اور کلاوہ

حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ نے ایک برہمن کا قصہ بیان کیا ہے جس کا سارا مال اسباب حاکم نے ضبط کر لیا تھا اور وہ بالکل کنگال ہو گیا تھا مگر پھر بھی خوش تھا اور مگن تھا اور سب سے کہتا تھا کہ دولت چلی گئی تو کیا ہوا، میرا جنیؤ تو میرے پاس ہے۔ ایسے لوگ جب مسلمان ہوتے تھے تو جنیؤ کا تصور کسی طرح اُن کے ذہن سے نہیں نکلتا تھا۔ اس کا علاج مبلغین نے یہ کیا کہ ان کے گلے میں سبز رنگ کا ایک ڈورا ڈالا اور کہا کہ یہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ کی بُدھی ہے۔ یہ بُدھی اب کئی رنگوں کی ہو گئی ہے اور اس کو کلاوہ کہنے لگے ہیں۔ فاتحہ کی شیرینی کے ساتھ کچے سُوت کے یہ لال پیلے دھاگے بھی رکھے جاتے ہیں اور فاتحہ کے بعد ان کو بطور تعویذ گلے میں ڈال لیا جاتا ہے۔ محرم میں تعزیوں پر بھی یہ کلاوے رکھے جاتے ہیں اور برکت و صحت و سلامتی کے لیے بچے بوڑھے انہیں گلے میں پہنتے ہیں مگر جنیؤ کی طرح انہیں مستقل نہیں پہنا جاتا۔ کچھ دن کے بعد اُتار دیتے ہیں اور دریا، تالاب یا کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں اور اسے کلاوے کا ٹھنڈا کرنا کہتے ہیں۔

یاترا چھڑی

قدیم ہندوستان میں جبکہ راستے غیر محفوظ اور سفر دشوار تھا۔ کوئی شخص تیرتھ کی یاترا کا ارادہ کرتا تو وہ بطورِ نشانی ایک چھڑی کپڑا لپیٹ کر ہاتھ میں لے لیتا۔ یہ چھڑی یاترا کی علامت ہوتی تھی اور اسے دیکھ کر یاترا کا ارادہ رکھنے والے دوسرے لوگ بھی ساتھ ہو جاتے اور ایک بڑا قافلہ بن جاتا تھا۔ اُس طرح متعدد چھڑیاں کسی اہم مقامات پر جمع ہو جایا کرتی تھیں اور چھڑیوں کے یہ قافلے مل کر ایک ساتھ سفر کرتے تھے۔ راستے بھر ان مذہبی زائرین کی آؤ بھگت ہوتی تھی اور چور ڈاکو بھی ان کا احترام کرتے تھے اور راستہ چھوڑ دیتے تھے۔ ہندوستان کے نومسلموں نے اس رسم کو حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ اور دوسرے بزرگوں کے عرس میں شرکت کے لیے اپنا لیا۔ گاؤں گاؤں سے چھڑیاں چلتیں اور زیارت گاہ کو پہنچتیں۔ اجمیر جانے والی چھڑیاں ٹھیک ۷ رجادی الثانی کو دہلی آجاتی ہیں اور حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ

کے جانشین حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے مزار پر مہرولی میں چھڑیوں کا میلا لگتا ہے اور پتوں کے دونوں میں زردہ رکھ کر نیاز دلوائی جاتی ہے اور اس چھوٹے سے دونے کو "خواجہ کی دیگ" کہتے ہیں۔ دوسرے دن سبز رنگ کے ایک بڑے اسلامی جھنڈے کی قیادت میں یہ قافلہ جسے "خواجہ کی مہندی" کہتے ہیں اجمیر شریف روانہ ہوتا ہے اور عرس سے پہلے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ راستے بھر اس قافلے کی خاطر تواضع ہوتی ہے۔ جھنڈے کے نیچے گیت گائے جاتے ہیں جنہیں "خواجہ کے سوہلے" کہتے ہیں۔ ریل، موٹر اور ہوائی جہاز کے اس نئے زمانے میں بھی یہ رسم قائم ہے اور ایک چھوٹا سا قافلہ فقراء کے ساتھ آج بھی پیدل اجمیر جاتا ہے۔

غسل اور طوافِ قبر

کعبے کا طواف عربوں کی بہت پرانی رسم تھی جو بُت پرستی کے عہد میں بھی جاری رہی۔ قرآن نے مسلمانوں کو اس کی اجازت دے دی تھی۔ کعبے کے غسل کو بھی روکا نہیں گیا۔ اسلام جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر دوسرے ملکوں میں پہنچا تو وہاں طواف اور غسل کی قسم کی کوئی رسم غالباً موجود نہیں تھی۔ اس لیے وہاں کے نومسلموں نے اس کو اپنی دیسی رسم نہیں بنایا اور طواف غسل کعبے تک محدود رہا، لیکن ہندوستان میں مندر کی پرکرما اور مورتی کو اشنان کرانے کا رواج تھا۔ یہاں کے نومسلموں سے مندر اور مورتیاں چھوٹیں لیکن یہ رسم نہیں چھوٹی۔ بزرگوں کی قبروں کو گلاب کیوڑے سے غسل دینا، ان کا طواف کرنا اور صندل و پھول چڑھانا رواج پا گیا۔

صندل کی پٹّی

دکن کی درگاہوں میں تو عرس کی خاص رسم ہی صندل مالی کی ہوتی ہے اور اس صندل کا جلوس نکالا جاتا ہے اور مزار پر چڑھا ہوا صندل بطور تبرّک استعمال ہوتا ہے۔ لفظ صندل خود چندن کی عربی شکل ہے۔ صندل کے محلول میں رنگ کر کپڑے کی ایک پٹی بطورِ تبرّک زائرین کے سر پر باندھی جاتی ہے۔ اب اس نے باقاعدہ دستار بندی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مندر میں تبرّک کے جو ٹیکے اور قشقے لگائے جاتے تھے، اس کا بدل یہ صندل کی پٹی تھی۔

ہندوستانی عزاداری

محرّم کی عزاداری میں بہت سی رسوم ہندوستانی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ ضریح کی نمود نے رفتہ رفتہ تعزیوں کی جو مختلف شکلیں اختیار کی ہیں اور تعزیوں کے جلوس کا جو طریقہ ہے وہ ہندوستانی ہے۔ ہندوستان میں تقسیم کار کے لیے پیشہ وروں کی بہت سی برادریاں وجود میں آئی تھیں۔ ان میں سے ہر پیشے سے متعلق فنکاروں نے یہ تعزیہ بنانے میں اپنی مخصوص مہارت کی نمائش کی، مثلاً روئی کا تعزیہ، موم کا تعزیہ، ٹین کا تعزیہ، پیتل کا تعزیہ، مٹی کا تعزیہ، ہرے جَو اور رائی کا تعزیہ مختلف پیشوں سے متعلق صناعی کا مظاہرہ ہوتے ہیں۔

قاسم کی مہندی

ہندوستان میں رائج رسوم کا اتنا اثر مسلمانوں کے ذہنوں پر رہا کہ انہوں نے اپنے بعض تاریخی واقعات کو بھی ان رسوم کی روشنی میں دیکھا۔ چنانچہ جب کربلا کا حال بیان کیا گیا اور مرثیے لکھے گئے تو ہندوستانی رسوم مثلاً مہندی کی رسم کا تذکرہ بھی آیا۔ حالانکہ یہ رسم عربوں میں نہیں تھی اور اہل بیت میں تو یقیناً نہ ہوگی۔ میرانیس وغیرہ کے مراثی میں تمام مناظر اور جذبات ہندوستانی ہیں۔

بی بی کی صحنک اور نیگ

کہا جاتا ہے کہ بی بی کی صحنک ایک ایسی رسم ہے جو جہانگیر کی ایک ہندو بیوی نے نور جہاں کو زک دینے کے لیے ایجاد کی تھی۔ اس فاتحہ میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اس کا تبرّک وہ عورت نہیں چکھ سکتی جو دو خصمی ہو یعنی جس نے ایک سے زیادہ میاں کیے ہوں۔

نور جہاں چونکہ پہلے شیر افگن کے نکاح میں رہی تھی، اس لیے وہ اس نیاز کے تبرّک سے محروم رہی۔ اس رسم نے رفتہ رفتہ ایک بالکل نئی شکل اختیار کر لی ہے۔ اوّل یہ کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضہ کی نیاز کوئی مرد بچّہ بھی نہیں چکھ سکتا۔ دوم یہ کہ نیاز کا کچا سامان جس کو "سیدھا" (ہندی لفظ سِدّھ بمعنی سامان) کہتے ہیں، میکے سے لڑکی کو سسرال میں بھیجا جاتا تھا۔ ہندو لڑکی کا حصّہ چونکہ باپ کی جائداد میں نہ تھا، اس لیے ماں باپ بھائی اور دیگر رشتہ دار مختلف بہانوں سے اس کی تلافی کرتے رہتے تھے۔ نیگ کی رسم بھی غالباً لڑکیوں کو نوازنے اور ان کو رقم دینے کے لیے ایجاد ہوئی تھی۔ بی بی کی صحنک نے بھی مسلمانوں میں کچھ اس طرح کی شکل اختیار کر لی۔ یعنی ہر تیج تہوار کے موقع پر میکے سے لڑکی کے ہاں فاتحہ اور نیاز کا کچّا سامان بہت بڑی مقدار میں "سیدھے" کے نام سے بھیجا جاتا ہے۔ یہ سامان مختلف قسم کا ہوتا ہے اور فاتحہ کی ضروریات سے یقیناً بہت زیادہ ہوتا ہے اور ایک طرح سے یہ لڑکی کی امداد تیج تہوار پر ہوتی ہے۔

کناگت اور شبِ برات

شعبان کی پندرھویں مسلمانوں میں عبادت اور قبرستان کی زیارت کے لیے مخصوص تھی۔ کچھ اس طرح کا تصوّر بھی تھا کہ مُردوں کی روحیں اس روز اپنے ورثا اور گھر والوں کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ قرآن خوانی اور خیر خیرات کے ذریعے مُردوں کو ایصالِ ثواب کا دستور تھا۔ یہ ایک امام کا یومِ ولادت بھی ہے۔ اہلِ بیت کے چاہنے والے خاص طور پر شیعہ حضرات اس دن خوشی مناتے ہیں۔ خوشی اور ایصالِ ثواب کے اسلامی تصوّر کا ملاپ یہاں "کناگت" کی ہندو رسم سے ہُوا اور شبِ برات نے ایک تیوہار کا روپ دھار کر عجیب عجیب طرح کے خیالات اور رسوم کو جنم دیا۔ مکانات لیپے پوتے جانے لگے۔ آتش بازیاں چھوٹنے لگیں اور خوشی کے ساتھ یہ وہم بھی اس میں شامل ہو گیا کہ آتش بازی کے بغیر مُردوں کی روحیں واپس نہ جائیں گی وغیرہ۔ اس موقع پر قدیم زمانے میں جو تُک بندیاں کی جاتی تھیں، ان سے کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستانی ماحول نے شبِ برات کو کیا رنگ دے دیا تھا۔ مثلاً ایک تُک بندی ہے:

آئی شبِ برات
بہو ساس سے لڑی، بہو ساس سے لڑی
کوئی لیپے ہے کوئی پوتے ہے،
کوئی کمہار کے کھڑی
کمہار رے کمہار مجھے ہنڈیا دے بڑی
آئیں گے پیر مُردے چھوڑیں گے پھول جھڑی

مذہبی رسوم اور جاگیردارانہ اثرات

جاگیرداری عہد میں مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا تھا جس کے پاس بے محنت کا پیسہ اور فالتو وقت بہت تھا۔ وقت گذاری کے لیے جہاں گنجفہ، شطرنج، چوسر اور پچیسی جیسے گھریلو کھیل تھے وہاں نت نئی رسوم بھی ایجاد کی جاتی تھیں۔ ہندوستان چونکہ ہمیشہ سے رسوم کا گہوارہ رہا ہے اس لیے مسلمان امراء اور جاگیردار ان نئی ایجاد شدہ رسوم کو فوراً اپنا لیتے تھے۔ بعض اوقات سماجی دباؤ اور فضا و ماحول سے متاثر ہو کر بھی انہیں اختیار کیا جاتا تھا۔ مثلاً مُردے کی سوم اور چالیسویں وغیرہ کے موقع پر پوری برادری کو کھانا کھلانا اور روٹی دینا یا جس طرح پنڈت کو دکھشنا دی جاتی ہے اسی طرح مُردے والے کی طرف سے پیر یا مسجد کے مولوی کو جوڑا اور رقم دینا۔

ستیلا دیوی اور ماتا

مقامی توہمات کے زیرِ اثر چیچک اور دوسری وباؤں کے وقت مسلمان بھی اپنے دروازوں پر آم کے پتّے لٹکاتے تھے اور ٹونے ٹوٹکے کرتے تھے۔ ایک زمانے میں ستیلا دیوی کی پوجا میں مسلمان عورتوں کی ڈھکی چھپی شرکت اپنی ہندو پڑوسنوں کے ساتھ

اس طرح ہونے لگی تھی کہ حضرت مرزا جانِ جاناںؒ کو اس کے خلاف مہم چلانی پڑی تھی۔ مسلمان عورتیں چیچک کی بیماری کو ماتا کہنے لگی تھیں جو سیتلا دیوی کی خوشامد کا ایک طریقہ تھا۔ بچوں کے سر پر چوٹیاں رکھنا اور ایک خاص مدّت کے بعد ان کو منڈانا آج تک مُروّج ہے۔ آخری دَور کے مغل شہزادوں میں سے جو تخت کے امیدوار ہو سکتے تھے وہ ملکی رواج کے احترام میں ختنہ نہیں کراتے تھے۔

ہولی کھیلو

ہولی دسہرہ خالص ہندو تہوار ہیں۔ اکبر کے زمانے میں ان کا محل میں رواج ہُوا اور پھر رعیّت نے بھی کثیر تعداد میں اسے بلاتکلّف اختیار کرلیا اور جنہوں نے اختیار نہیں کیا ان کے یہاں اس کی تمثیلیں اور کہاوتیں اس طرح لٹریچر اور گفتگو کے تانے بانے بن گئیں کہ بالکل مسلمانوں کی چیزیں معلوم ہونے لگیں۔ خالص نعت کے شعروں میں 'بانسری' کا ذکر آیا۔ ہولی کے گیت قوالی میں گائے جانے لگے اور بلاتامّل کہا گیا:

آؤ رے چشتیو ہولی کھیلو
خواجہ پیا مورے آنگن آئے

ٹیسو

تیس چالیس برس پہلے تک دہلی کے مسلمانوں میں یہ رسم تھی اور یو۔پی خاص کر لکھنؤ کی طرف بھی اس کا رواج تھا کہ دسہرے سے دس دن پہلے محلّے اور گاؤں کے ہریجن مٹی کا ایک چھوٹا سا پُتلا بناتے تھے اور اسے تین لکڑیوں کے سٹینڈ پر کھڑا کرکے "ٹیسو" نام دھرتے تھے۔ یہ ٹیسو روزانہ دس دن تک شام کے وقت مسلمانوں کے گھروں میں جاتا تھا اور اس کے سامنے گیت گائے جاتے تھے اور تک بندیاں ہوتی تھیں۔ یہ تک بندیاں اور گیت عام طور پر مذہبی نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے ثقہ لوگ بھی ان پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کسی مجبوری سے ٹیسو والے ناغہ کرجاتے تھے تو دوسرے دن شکایت اور تقاضا ہوتا تھا۔ ٹیسو کے سامنے لحن سے پڑھی جانے والی تُک بندیوں میں تاریخ جغرافیہ۔ مقامی سیاست۔ سب کچھ زیرِ بحث آتا تھا اور گاؤں کے مخالف دھڑے ایک دوسرے کی ہجو ان تُک بندیوں میں کراتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے حالات بھی عرصے تک ان میں بیان کیے جاتے رہے۔ مثلاً ایک تُک بندی تھی:

پنجاب سے آئے پانچ سوار
جیٹھ مہینہ دن اتوار
پانچوں نے آکر کیا جو غُل
جا پہنچے جمنا کے پُل
جمنا کے پل پر بٹی تھی ردی
دال کے لُٹ گئے سارے دھوبی
دھوبی لُٹے تو سچّی جان
چوک میں لُٹ گئیں چار دُکان
دُکان لٹی تو مچی دہائی
خیر صاحب سیٹن پر آئی
سیٹن نے تو یہی کہی
میرے بس کی نا رہی
کالے نے بولی بولی
سیٹن کے مارو گولی
گولی لگتے ہی ہوگیا لیٹ
سیٹن کی میم کا پھوڑ و پیٹ
پیٹ پھوٹتے ہی پکڑی چھاتی
سب دُنیا مطلب کی ہانسی

ٹیسو کے گیت دسہرے کے موقع پر لڑکے بالے گاتے تھے۔ ان کے ساتھ جھانجی والیاں آتی تھیں۔ جھانجی مٹی کی ہانڈی ہوتی تھی جس میں بہت سے چھید کرکے اندر دیا جلایا جاتا تھا اور اسے سر پر رکھ کر رقص کیا جاتا تھا۔ کمال یہ ہوتا تھا کہ انتہائی تیز رقص کے باوجود دیا بجھنے نہ پائے۔ ہانڈی کے سوراخوں میں سے دیئے کی روشنی بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جھانجیاں دس روز تک لڑکیاں لے کر آتی تھیں اور زنانے میں دعائیہ گیت گاتی تھیں۔

(جاری ہے)

....

بہادر وہ نہیں جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

محمد ادریس
مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم

مکتوب حاصل پور

• حاصل پور میں عشرۂ محرم
• اہلِ سنت مکاتبِ فکر کا اتحاد
• عظمتِ صحابہؓ اور اتحادِ امّت کے جلسے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ نیز ہر صحابیِ رسولؐ نجم ہدایت و عکس نبوت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عقیدت و محبت علامت ایمان اور ان کا طریقۂ حیات ہمارے لیے بہترین طرزِ عمل ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ سے بغض و عداوت علامتِ کفر و نفاق ہے۔

جونہی ماہِ محرم کا آغاز ہوتا ہے تو ایک طبقہ حُبِّ اہل بیت کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ حضرت علیؓ، حسنین کریمینؓ اور اُن کی اولاد کی محرومیوں اور مظلومیتوں کی فرضی داستانیں گھڑ گھڑ کر نشر کی جاتی ہیں۔ اکثر واعظ اور ذاکر ایک ہی راہ پر گامزن تقریر فروشی کا سیزن کماتے ہیں۔ ستم یہ ہے کہ جن عظیم تلامذۂ رسولؐ کی سیرت و کردار بے مثال، سیاست و حکومت بے داغ، عدل و انصاف بے نظیر اور زہد و اتقاء قابلِ تقلید ہے اُن حاملینِ صفات قدسی کو نشانۂ سب و شتم بنایا جاتا ہے۔

چنانچہ پاکستان کے دیگر شہروں کی مانند حاصل پور (ضلع بہاول پور) میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ خدا جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا غلام حسین مدظلہٗ (فاضل دیوبند) اور چوہدری مشتاق احمد صاحب کو کہ انہوں نے تمام سُنّی مکاتبِ فکر کے مقامی راہنماؤں اور حضرات علماء کرام کو متحد کرنے کی مخلص جدّ و جہد کی جو الحمدللہ بارآور ثابت ہوئی اور متّحد ہونے کے بعد بالاتفاق طے پایا کہ عشرۂ محرم میں فضائل و مناقبِ صحابۂ کرام و اہل بیت کے عنوان سے پورے شہر میں جلسوں کا اہتمام و انتظام کیا جائے۔ چنانچہ عشرۂ محرم میں مختلف مقامات پر سات عظیم الشان جلسے یکے بعد دیگرے منعقد کیے گئے۔ ان تمام رُوح پرور اور کیف آور اجلاسوں میں مقامی حضرات علماء اہلسنّت والجماعت اور ہزاروں باشعور سُنّی عوام نے باقاعدگی سے شرکت جاری رکھی۔

موسم خوشگوار، راتوں کا پرسکون ماحول خلوصِ خطباء اور تذکرہ صحابۂ کرامؓ۔ یہ سب کچھ ایسے مناظر تھے جن کی وجہ سے عوام و خواص کے قلوب میں صحابۂ کرام کی محبت و عقیدت کا سمندر موجزن ہوگیا۔

ان سب اجلاسوں کی صدارت استاذ العلماء حضرت مولانا غلام حسین صاحب مدظلہ العالی فاضل دیوبند و صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم نے فرمائی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب خطیب مسجد اہلحدیث صدارت کے فرائض انجام دیتے رہے اور سیکریٹری کے فرائض محمد ادریس نے انجام دیے۔

بریلوی مکتبِ فکر کی نمائندگی حضرت مولانا مصطفےٰ رضا مہر صاحب (ابن مولانا غلام مہر علی صاحب آف چشتیاں) نے فرمائی۔ حضرت مولانا قاضی اللہ یار صاحب، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب واہڑی اور حضرت مولانا غلام حسین مدظلہٗ عظمت صحابہؓ اور اتحادِ امّت کے موضوع پر اپنے اپنے

(باقی ۹ پر)

محمد شفیع ناظم دفتر تنظیم اہلسنت

۴ نومبر سوموار کے روز سنی کنونشن میں ملک بھر سے ہزاروں فرزندانِ توحید شرکت کریں گے

علامہ عبدالستار تونسوی کے زیر قیادت سنی کنونشن نیلا گنبد لاہور میں منعقد ہوگا

ملتان ۲۵ اکتوبر: ایران میں شیعہ حکومت کے قیام کے بعد پاکستان میں اہلِ تشیع کی بڑھتی ہوئی فساد انگیز جارحانہ سرگرمیوں پر غور و خوض اور عظمت و ناموس اصحاب رسولؐ کے تحفظ و دفاع کے لیے ۴ نومبر بروز سوموار صوبائی دارالحکومت لاہور بمقام جامع مسجد نیلا گنبد انارکلی میں متحدہ سنی محاذ کے زیر اہتمام سنی کنونشن انتہائی تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے، جس میں ملک بھر سے مختلف مکاتیبِ فکر کے مشائخ و علماء کرام۔ دینی سکالر، دانشور، صحافی اور وکلا تشریف لا رہے ہیں۔

کنونشن کے نگرانِ اعلیٰ قائد اہلسنت مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالستار تونسوی، صدر تنظیم اہل سنت پاکستان، کنوینر متحدہ سنی محاذ پاکستان ہیں۔ جن حضرات کی کنونشن میں شرکت متوقع ہے ان میں حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن صاحب کراچی، پیر طریقت مولانا خان محمد صاحب کندیاں شریف، قطب امت مولانا سید کلیم اللہ شاہ صاحب پور، فخر اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، علامہ العصر حضرت مولانا سرفراز خان، یادگار سلف مولانا محمد مالک کاندہلوی، مولانا عبدالرحمٰن صاحب، جانشینِ امام الھدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری، صاحبزادہ نذیر سلطان صاحب، دربار عالیہ باہو سلطان حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رو پڑی، مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی، حضرت مولانا اسفند یار کراچی، حضرت مولانا زکریا، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مولانا فیض محمد فیض نقشبندی، کراچی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب اسلام آباد حضرت مولانا علامہ خالد محمود، مولانا غلام ربانی رحیم یار خان، حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری، مولانا سید چراغ شاہ، حضرت مولانا عبدالحکیم، مولانا قاضی احسان الحق راولپنڈی، مولانا عبدالستار توحیدی، مولانا قاری سعید الرحمٰن راولپنڈی، حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلم، مولانا ایوب جان بنوری پشاور، مولانا سمیع الحق سینیٹر اکوڑہ خٹک، مولانا قاضی عبداللطیف سینیٹر کلاچی، مولانا عبدالشکور ترمذی ساہیوال، مولانا قاری نور الحق قریشی ملتان، مولانا اجمل خان، لاہور مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف کامونکی، مولانا فیض احمد قاسم العلوم ملتان، مولانا قاری محمد حنیف خیر المدارس، مولانا عزیز الرحمٰن ناظم اللہ مجلس ختم نبوت، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد حسین صاحب چنیوٹی، مولانا قاری عبدالسمیع سرگودھا، مولانا در محمد (سندھ) مولانا عبداللہ شاہ (سندھ) مولانا منیر احمد کوٹ لی مولانا عبدالقادر دیروی، مولانا عبدالسلام، مولانا علاؤالدین ڈیرہ اسمٰعیل خان، مولانا ایوب جان بنوری، مولانا محمد امیر بجلی گھر پشاور مولانا صدر الشہید بنوں، مولانا فضل اللہ لکی مروت مولانا عبدالسلام مانسہرہ، حضرت مولانا مجاہد الحسینی، ایڈیٹر صوت الاسلام، مولانا محمد رمضان میانوالی، مولانا حافظ ممتاز علی بھکر مولانا حق نواز جھنگ، مولانا سید غلام مصطفےٰ شاہ

بقیہ صفحہ ۶ پر

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

نام کتاب: "کتاب الحسنات" سوانح حیات حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ

مؤلف: ڈاکٹر لال دین اخگر پی، ایچ، ڈی اسلامیات

صفحات: ۵۷۶

قیمت: ساٹھ روپے

ملنے کے پتے: (۱) دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

۲۔ سید احمد شہید اکیڈمی ۱/۱۷۳ کریم پارک لاہور

۳۔ ڈاکٹر لال دین اخگر پی، ایچ ڈی محلہ فاروق گنج، جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ

زیر نظر کتاب "کتاب الحسنات" حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی سیرت و سوانح پر ڈاکٹر صاحب کا وہ شاہکار مقالہ ہے جس کی بناء پر پنجاب یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ان نابغۂ روزگار شخصیات میں سے تھے۔ جن کا وجود مسعود کائنات کے لئے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہوتا۔ لاکھوں گم کردہ راہ انسانوں نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایت کی روشنی حاصل کی۔ ان کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ حضرات آج دنیا کے گوشے گوشے میں دین مبین کی ترویج و اشاعت میں مصروف کار ہیں۔

حضرتِ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۷ء میں پا بہ زنجیر لاہور لائے گئے۔ جن نامساعد حالات میں انہوں نے قرآن کی خدمت کی۔ اللہ نے اسے دین و دنیا میں اتنا ہی نوازا۔ آج ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فاضل مصنف محترم ڈاکٹر صاحب کا جہاں حضرت لاہوریؒ سے قریبی نسبی تعلق ہے۔ وہاں انہیں یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ انہوں نے پندرہ سال حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں رہ کر کسبِ فیض کیا۔ انہوں نے حضرت لاہوریؒ کی شخصیت پر تحقیقی کام کرنے کی اجازت ان کی زندگی میں ہی ان سے حاصل کر لی تھی۔

فاضل مصنف ایک منجھے ہوئے جہاندیدہ، تجربہ کار صحافی ہیں۔ انہیں قرآنی علوم، حدیث، فقہ پر دسترس حاصل ہے۔ وہ اپنے دعویٰ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل کے ساتھ ثابت کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور اس کے لئے الفاظ کا حسنِ انتخاب دیکھ کر بے ساختہ ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا نکلتی ہے۔ انہوں نے بہت سے موضوعات پر بہت کچھ لکھا۔ حضرت لاہوریؒ نے جب شیرانوالہ دروازہ لاہور سے خدام الدین کا اجرا فرمایا۔ تو تمام مضامین پڑھ کر حضرت ان کی اشاعت کی اجازت دیا کرتے تھے۔ آپؒ ڈاکٹر صاحب کے مضامین بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور خود عنوانات

مرتب فرما کر ان سے مضامین لکھواتے۔ ان کی ایک کتاب "محسنہ کائنات" جس کی چھبیس اقساط خدام الدین میں شائع ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت مقبولیت سے نوازا۔

زیرِ نظر کتاب میں "تقریظ و تصدیق" کے عنوان سے امام الھدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ فاضل مصنف نے "حضرت لاہوریؒ" کی مبارک زندگی کا ہر عمل سنتِ رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع دکھایا ہے۔ اور امر واقع بھی یہی ہے کہ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی سنتِ نبویؐ سے ہٹا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر ارباب علم و کمال آپ کے ہر عمل حیات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

اس کتاب میں حضرتؒ کی علمی اور دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کے روحانی مقامات اور کشف و کرامات بھی سامنے آ گئے ہیں۔

فاضل مصنف نے اس باب کے شروع میں بڑی عرق ریزی سے عالمِ اسلام کے قابل اعتماد حکماء، محدثین، فقہاء، اور متصوفین کرام کی تصانیف کا عطر کشید کر کے رکھ دیا ہے اور کتاب و سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ "اولیاء امت کے کشف و کرامات کمالاتِ نبوت کے ثمرات ہیں۔"

گویا حکماء اسلام کی بلند پایہ تصانیف سے موتی لے کر اس کتاب کے اوراق میں ٹانک دئے ہیں۔

حضرت امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں روحانی تربیت کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کی سیاہی کو اللہ کے ذکر سے مانجھ کر صاف کر دیا۔ وہاں انہوں نے سیاسی میدان میں جو خدمات انجام دیں ایک دنیا اس کی معترف ہے۔ انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں از سر نو جمعیۃ علماء اسلام کو منظم کیا۔

فاضل مصنف نے اپنی کتاب میں حضرتؒ کی سیاسی زندگی پر بڑی گہری نظر ڈالی ہے۔ اس لئے یہ کتاب جہاں روحانیت کے متلاشیوں کی پیاس بجھاتی ہے وہاں سیاسی میدان کے سواروں کی بھی مکمل راہنمائی کرتی ہے۔

ادارہ خدام الدین فاضل مصنف کی اس گرانقدر کاوش پر انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس محنت کو ٹھکانے لگائے اور اسے دین و دنیا دونوں کی بھلائی کا ذریعہ بنائے (آمین)

ہمیں امید واثق ہے کہ قارئین کرام اپنی اولین فرصت میں اس کتاب سے استفادہ کریں گے یقیناً یہ کتاب ہر قاری کے لئے دین اور دنیا کی بہترین راہنمائی کا ذریعہ بنے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبولیت عامہ سے نوازے۔ (آمین)

بقیہ : طبی مشورے

پندرہ منٹ تک دونوں کو کھرل کریں تاکہ یک جان ہو جائیں یہ سفوف محفوظ رکھ لیں۔ اس کی گولیاں نہیں بنائی جاتیں بلکہ سفوف ہی کی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ بالکل مفت اور تیر بہدف علاج ہے۔ نسخہ خود تیار کر لیں۔ اور ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔

اوقاتِ ملاقات

موسم سرما (ستمبر تا اپریل) میں حکیم آزاد شیرازی سے ملاقات کے اوقات روزانہ بارہ بجے دوپہر تا سات بجے رات (وقفہ ہائے نماز کے سوا) ہیں۔ جمعرات کو مطب بند رہتا ہے۔

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

شوگر

س : میری والدہ کو کچھ عرصہ سے شوگر کی تکلیف ہے۔ بہت علاج کرایا آرام نہیں آیا کوئی نسخہ تجویز کریں۔ خدام الدین میں آپ کے طبی مشورے پڑھتا رہتا ہوں۔

(حافظ محمد فاروق ڈیرہ اسمٰعیل خاں)

ج : خدام الدین کے پچھلے مہینے میں کسی شمارے میں شوگر کے لئے علاج لکھا گیا ہے۔ اس پر عمل کریں انشاء اللہ صحت ہوگی۔

قبض اور دردِ سر

س : میری عمر ۵۳ سال ہے۔ اکثر سر میں درد رہتا ہے اور قبض بھی رہتا ہے۔ براہِ کرم ان امراض کے لئے کوئی سستا سا نسخہ تحریر کریں۔

(محمد حنیف، سانگھڑ)

ج ۔ روزانہ رات سوتے وقت اطریفل زمانی ۱ تولہ، گرم دودھ کے ساتھ کھائیں اور صبح و شام اطریفل اسطخودوس ۶ ماشہ کھائیں نیز صبح و شام کھانے کے بعد ۲ ۲ گولی حَبّ کبد نوشادری پانی کے ساتھ کھایا کریں ـــــ انشاءاللہ صحت ہوگی۔

اپنی اہلیہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ حالات لکھیں اور اور براہ راست جواب کے لئے جوابی لفافہ بھیجیں جس پر آپ کا پورا پتہ تحریر ہو۔

دماغی عدم توازن

س : ۱۹۸۰ء میں میری بیوی کا دماغی توازن بگڑ گیا تھا خمیرہ گاؤزبان عنبری، دوا المسک، عرق گلاب کے ساتھ دیتے رہے دو ماہ علاج سے ٹھیک ہو گئی۔ اب ۱۹۸۴ء میں پھر دورہ پڑا۔ مندرجہ بالا ادویات دیتے رہے، جن سے افاقہ ہوا ہے بالکل صحت نہیں ہوئی۔ قبض کے لئے گلقند آفتابی اور سونف، ہلیلہ وغیرہ دیتے ہیں۔ جس سے قبض دُور ہوتی ہے اس دوران ایک اَور حکیم صاحب سے علاج کرایا۔ جس سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ براہ کرم کوئی مفید نسخہ بتائیں۔

(محمد رفیق، کبیر والا۔

ج ۔ آپ نے جو دوائیں استعمال کرائیں وہ نہایت مناسب ہیں۔ انہیں جاری رکھئے انشاءاللہ صحت ہوگی۔

ٹی بی کا نسخہ

س : آپ نے میرے خط کے جواب میں ٹی بی کا نسخہ ہلدی ۱ تولہ اور شیر مدار تازہ ۱۵ تولہ تحریر کیا ہے۔ اگر یہ گولیاں آپ کے پاس تیار ہوں تو بذریعہ وی پی روانہ کر دیں۔

(برکت اللہ بھٹی، پیراں غائب، ملتان)

ج : آپ نے جو نسخہ لکھ بھیجا ہے اس میں دواؤں کے وزن بالکل اُلٹ ہو گئے ہیں۔ براہِ کرم وزن صحیح کر لیں۔ صحیح وزن یہ ہیں :۔

ہلدی خالص پسی ہوئی پندرہ تولہ، شیر مدار تازہ ایک تولہ۔

(باقی ۲۴ پر)

یا اللہ مدد

زیر اہتمام متحدہ سُنّی محاذ پاکستان

سُنّی کنونشن

آل پاکستان

عظیم الشان

بتاریخ ۳ نومبر ۱۹۸۵ء

بروز : پیر

بمقام جامعہ مسجد نیلا گنبد لاہور

منعقد ہو رہا ہے جس میں

کراچی کے ساحل سے لیکر درہ خیبر تک کے اہلسنت مکاتیب فکر کے

مشائخ عظام • علماء کرام

سکالر دانشور • وکلاء صاحبان

تشریف لا رہے ہیں

رابطے کے لیے

دفتر تنظیم اہلسنت پاکستان

نواں شہر ملتان، فون ۳۴۰۹۲

الداعی الی الخیر علامہ محمد عبد الستار تونسوی کنوینر متحدہ سُنّی محاذ پاکستان

صحابہ کرامؓ خلفاء راشدینؓ و اہل بیت عظامؓ کے علوم و افکار کے فروغ کیلیے یکم جنوری ۱۹۸۶ء سے

بانی و مدیر اعلیٰ

ابو ریحان علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی

خلافت راشدہ جنتری

کا اجراء عمل میں لایا جا رہا ہے

صحابہ کرامؓ کا تعارف نئے انداز میں پھیلانے کے لیے تاریخ ساز منصوبہ ○ خلافت راشدہ جنتری کی سالانہ خریداری کے لیے

پاکستان کے آٹھ کروڑ اہل سُنت میں سے ایک لاکھ مستقل ممبروں کی ضرورت ہے

جنتری کی ممبر سازی کے لیے ادارہ اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد میں ایک خط لکھ کر فارم رکنیت طلب فرمائیں یا ادارہ کے نمائندہ سے تعاون کریں

دنیا بھر کے کروڑوں اہل سنت عوام کو خوش خبری دی جاتی ہے کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ خلافت راشدہ جنتری کے نام سے اصحاب رسولؐ کا تعارفی سلسلہ یکم جنوری ۱۹۸۶ء سے شروع کیا جا رہا ہے۔ اس پُرفتن دور میں جبکہ پاکستان کا ایک ہمسایہ ملک تیل کے پورے ذخائر کے ذریعے پوری دنیا میں مختلف زبانوں میں جماعت رسولؐ کی ناموس کے خلاف لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر کی اشاعت کے ذریعے عالم اسلام کو شیعہ سٹیٹ بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے ——— ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اپنے اختلافات بالائے طاق رکھ کر زبان و قلم کے ذریعے اس عملی جہاد میں شریک ہو کر صحابہ کرامؓ کے علوم و معارف کو دنیا بھر کے گوشے گوشے میں پھیلانے کے لیے متحد ہو جائیں ——— کیونکہ اگر خدانخواستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ان عینی گواہوں کا تقدس مجروح ہو گیا تو اسلام کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔

خلافت راشدہ جنتری ○ ان شاءاللہ ہر سال یکم جنوری کو شائع ہوا کرے گی۔

خلافت راشدہ جنتری ○ کی اشاعت کے مقدس مشن کے لیے

مساجد کے ائمہ خطباء، مہتمین، کالجوں اور سکولوں کے نگران حضرات

اور

مختلف اسلامی تنظیموں کے اراکین کے نام

خصوصی اپیل

خلفاء راشدین کے خلاف اہل باطل کی ریشہ دوانیوں کے اس عہد میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اِس جہاد میں ہمارے ہمرکاب ہوں۔ اصحاب رسولؐ کے علوم و افکار کی ترویج اور خلفاء راشدینؓ کے تعارف کو زندگی کے ہر شعبے میں عام کرنے کے لیے ہر سوسائٹی کے ذمہ دار دوستوں کا فرض اولین ہے کہ ہر دنیوی کام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس رفقاء کی ناموس کی اِس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کیلیے

تمام امور پر اس فکری جہاد میں حصہ لینے کو ترجیح دیں۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ سبائیت کے جدید ایڈیشن کے استیصال کیلیے کمربستہ ہو جائے

خلافت راشدہ جنتری ○ کی رکنیت کے لیے گلی گلی کوچوں کوچوں میں پھیل جائیں ○ سب سے زیادہ سکولوں، کالجوں اور سرکاری محکموں میں اس مشن کو پھیلائیں ○ نوجوان دکانداروں اور اعلیٰ سوسائٹیوں میں عدل فاروقی کے ایسے جواہر کو پہنچانا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے

معلومات آفریں

علمی اصلاحی

تاریخی دستاویز

خلافت راشدہ جنتری

کی ممبر سازی اور مسلسل خریداری

— کا —

طریقۂ کار

جنتری کی کل قیمت	۱۵ روپے
مستقل ممبروں کے لیے	۱۰ روپے
رکنیت فیس	۵ روپے

○ ایک مرتبہ ممبر سازی تین سال کے لیے ہوگی۔

○ مستقل ممبروں کو ادارہ اشاعۃ المعارف کی تمام کتابیں اور کیلنڈر بھی تین سال تک بیس فیصد رعایت کے ساتھ ملتے رہیں گے۔

سائز ۲۳×۳۶/۸ ٹائٹل چہار رنگ

کتابت و طباعت نہایت خوبصورت

صفحات ۱۰۰ سے زائد

خلافت راشدہ جنتری کا تعارف

○ نظام خلافت راشدہ کا تعارف
○ سال بھر کے بارہ مہینوں کے مسنون اعمال
○ خلفاء راشدین اور جلیل القدر صحابہؓ کا تعارف اور ان کے ایام ہائے وفات
○ اسلام کی ۱۰۰ شخصیات کا مختصر تعارف
○ خطباء اہل سنت کے لیے عیدین و جمعہ کے خطبات
○ نماز کے اوقات کے لیے دائمی جنتری۔ تقویم تاریخی
○ سال بھر کے تمام مہینوں کی مختصر ڈائری
○ کاروبار کی وسعت کے وظائف
○ ۳۱۳ صحابہؓ کا تعویذ ○ علاج بذریعہ عملیات
○ آنحضرتؐ اور اہل بیتؓ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی رشتہ داریاں
○ اہل بیتؓ کا تعارف اور ان کی تعداد
○ مختلف اسلامی چارٹ
○ اصحاب رسولؐ کے بارے میں تاریخی معلومات
○ قرآنی معلومات
○ خلفاء اسلام کے فضائل
○ اسلامی عقائد تعلیم قرآن و حدیث
○ منقبت خلفاء راشدینؓ
○ حمد باری تعالیٰ و نعت شریف
○ سال گزشتہ کے اہم واقعات
○ پیارے رسولؐ کی پیاری دعائیں
○ عہد حاضر میں صحابہؓ کے افکار پھیلانے کی اہمیت
○ ماتمی جلوسوں کی شرعی حیثیت

اور ایسی بے شمار معلومات سے بھرپور

ادارہ اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان